

رسالہ ”الوصیت“ کی غرض و غایت

”الوصیت“ ایک مختصر سار سالہ ہے جو کہ حضور نے ۲۰ ربیعہ ۵۹۰ء کو تصنیف فرمایا تھا۔ اس رسالہ کی غرض و غایت کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

”چونکہ خدائے عز و جل نے متواتر وی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں ایسکی وجہ اس قدر تو اسے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کیلئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔“ (الوصیت ۵۹۰ء جحوال روحاںی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۱)

اسکے بعد آپ اپنی وفات کے متعلق اردو اور عربی الہامات تحریر فرمائے اس قدیم سنت باری تعالیٰ کا ذکر فرماتے ہیں۔ اولاً۔ اللہ تعالیٰ اپنے آنبا اور رسول کو مبعوث فرمائے اکثر ان کی زندگی میں جتنی کامیابی وہ چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس صدق اور حق کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تحریر یزی اُنکے ہاتھ سے کرو کر بعض اوقات انہیں ایسے وقت میں وفات دیتا ہے جس سے بظاہر ان کی ناکامی کا تاثر ملتا ہے۔ لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت ثانیہ کیسا تھا ان ظاہری ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدل دیتا ہے۔

خلافاء کے تناظر میں موسیٰ اور محمدی سلسلہ کی مشابہت

مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی قدرت اول کے مظاہر تھے تو یوں اور صدق اکبر اُسکی قدرت ثانیہ کے مظاہر تھے۔ جس طرح موسیٰ سلسلہ کے مقاصد بعد ازاں قدرت ثانیہ کے ہاتھ سے پایہ تکمیل کو پہنچے اسی طرح محمدی سلسلہ کے مقاصد عالیہ کی تکمیل بھی قدرت ثانیہ سے ہوئی۔ حضرت موسیٰ کے بعد قدرت ثانیہ کے اکثر مظاہر یعنی آپ کے خلافاء ”روح القدس“ پاک کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد قدرت ثانیہ کے چاروں مظاہر یعنی پہلے چاروں خلافاء راشدین یا تو بذریعہ امتحاب کھڑے ہوئے یا پھر نامزد کیے گئے تھے۔ قدرت ثانیہ کے ان چاروں مظاہر کے بعد یہ قدرت ثانیہ بدستی سے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اولاد ملوکیت میں اور پھر بعد ازاں جابر بادشاہت میں بدل گئی۔ تیس سالہ قدرت ثانیہ یعنی خلافت راشدہ کے ملوکیت اور بادشاہت میں بدلنے کے باوجود آنحضرت ﷺ کی ایک دوسری پیشگوئی (إنَّ اللَّهَ يَعِثُرُ لِهِذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مَا تَرَكَتُهُ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔) (ابو داؤد کتاب الملاحم) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو اسکے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔) کے مطابق قدرت ثانیہ ایک دوسرے یعنی مجددین کے رنگ میں جلوہ گر رہی۔ ہر صدی ہجری کے سر پر کوئی اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ روح القدس پاک کھڑا ہوتا رہا اور بدعات اور دیگر فسادوں کو جو نفاذی جوشوں کی بدولت امت محمدی میں راہ پا گئے تھے ڈفع کرتا رہا۔

محمدی اور احمدی سلسلہ کی مشابہت

حتیٰ کہ رفتہ رفتہ چودھویں صدی کے سر پر مجدد اعظم یعنی مہدی دوران حضرت مرزاغلام احمد روح القدس پاک کھڑے ہوئے۔ آپ نے ۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور احمدیت دراصل اسلام کی بعثت ثانیہ کا ہی دوسرا نام ہے۔ آپ نے اپنے وقت میں اسلام میں داخل بعض غلط عقائد مثلاً حیات مسح، ختم نبوت اور وحی والہام کے انکار کے علاوہ اور بعض دیگر غلط عقائد عقلی اور نقلي قطعی دلائل کیسا تھجھلا کر دین اسلام کے زندہ اور سچاندہ ہب ہونے کی کامیاب جنگ لڑی۔ آپ بھی اپنی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور شکن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور انکی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرفتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو آخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے مجرمہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت صحیحی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہونے کے اصحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنُهُمُ الَّذِي أَرْتَضَنَّ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّ لَهُمْ دِيْنَمُ ۝

بعد خوفِهمْ أَمَّا (النور: ۵۶) یعنی خوف کے بعد پھر ہمُ انکے پیر جمادیں گے۔“ (ایضاً صفحہ ۳۰۵ تا ۳۰۴)

”سواء عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ وقدر تیں دھلاتا ہے تا مخالفوں کی دوجھوں خوشیوں کو پامال کر کے دھلاوے۔ سواب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی گئیں مت ہو۔ اور تمہارے دل پر بیشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کا آنتمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائیٰ ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بیچ دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے ہے گی۔“ (ایضاً صفحہ ۳۰۵)

حضورؐ کے ان دونوں اقتباسات سے درج ذیل تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول۔ آپؐ ایک محض قدرت اول تھے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آخرحضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

ثانیاً قدرت ثانیہ کا ظہور آپؐ کی وفات کے بعد ہوگا۔

ثانیاً قدرت ثانیہ کا سلسلہ دائیٰ ہوگا۔

آیت استخلاف کی حقیقت

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
أَرْتَصَنَ لَهُمْ وَلَيُبَيَّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خُوفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُسْتَرِّ كُوَنْ بِ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ (النور۔ ۵۶)“

ترجمہ۔ اللہ (تعالیٰ) نے تم سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے ودہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اس نے انکے لیے پسند کیا ہے وہ انکے لیے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور انکی خوف کی حالت کے بعد وہ انکے لیے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اسکے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

جیسا کہ متذکرہ بالا اقتباس میں حضورؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ذکر فرمایا کہ بعد ازاں اس آیت کا حوالہ دیا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ انتخابی خلافت راشدہ بھی اس آیت کی مصدقہ ہوتی ہے لیکن اول طور پر اس آیت کے مصدقہ الہامی خلافاء ہوتے ہیں۔ انتخابی خلافت جب تک راشدہ رہے تب تک تو یہ اس آیت کی مصدقہ کہلا سکتی ہے۔ لیکن جب یہ ملوکیت اور بادشاہت میں بدل جائے تو پھر ہم ایسی نام نہاد خلافت کو اس آیت کا مصدقہ قرآنیں دے سکتے۔ کیا ہم اموی اور عباسی خلافاء پر اس آیت کا اطلاق کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ اسی آیت کے حوالہ سے حضرت امام مہدیؑ مختص موعود علیہ السلام بعض دیگر مقامات پر ارشاد فرماتے ہیں۔

”افسوس کما ایسے خیال پر جنمے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبیر نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔“ (شهادت القرآن ۸۹۳ء، حوالہ روحانی خزانہ جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اُس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں ان کو خلیفہ کہتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

”یہ یاد رہے کہ مدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مدد دلوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے اخراج فہرمانہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ یعنی بعد اس کے جو خلیفہ بھیج جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔“ (شهادت القرآن ۸۹۳ء، حوالہ روحانی خزانہ جلد ۶ صفحہ ۳۲۳)

اب پونکہ ہر صاحب شریعت نبی کی وفات کے بعد خلافت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے لہذا آپؐ نے اپنی الوصیت میں اولاً موسوی اور محمدی صاحب شریعت سلسلوں کا ذکر کیا اور پھر اپنی وفات کے بعد کسی قسم کی خلافت کی خبر دینے کی بجائے ایک تو اہمی خلافت یعنی روح القدس پا کر کھڑے ہونے والے (موعود کی غلام مختص الزماں) کا ذکر فرمایا اور پھر اس کی بعثت سے پہلے والے عبوری جماعتی دور کیلئے کچھ نصائح فرمائی ہیں۔ جیسا کہ آپؐ فرماتے ہیں۔

”اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جوز میں کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا آشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں

دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا رہے تو سب میرے بعد مل کر کرو۔“

(ث) ایسے لوگوں کا انتخاب مونوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تینیں دوسروں کیلئے نہونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کے ذریعہ سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قول کریں گے۔ سوان دنوں کے منتظر ہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شاخت اُسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل آز وقت مکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیک ہے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ (روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضور کے ذکر بالا الفاظ میں ایک تو آپ نے الہامی خلیفہ یعنی روح القدس پا کر کھڑے ہونے والے کا ذکر فرمایا ہے اور شانیاً موعود زکی غلام مسح ازماں کی بعثت سے پہلے اپنی جماعت کے عبوری دور کیلئے آپ نے اپنی جماعت کو کچھ نصائح بھی فرمادی ہیں۔ حضور نے رسالہ الوصیت لکھنے سے پہلے اپنے یکچر سیالکوٹ میں بعض ضروری امور کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

”اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لیے ضرور تھا کہ امام آخر ازماں اسکے سر پر پیدا ہو۔ اور اسکے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسح مگر وہ جو اس کیلئے بطور ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسح موعود کہلاتا ہے وہ مجد صدی بھی ہے اور مجرد الف آخربھی۔“ (یکچر سیالکوٹ۔ ایضاً صفحہ ۲۰۸)

ان الفاظ میں بھی آپ فرماتے ہیں کہ میرے بعد ظلی طور پر امام بھی ہونگے اور مسح بھی۔ اب حضور کے متنزہ بالا الفاظ میں منتخب ہونیوالے تو امام ہونگے اور روح القدس پا کر کھڑا ہونیوالا مسح ہوگا۔ اور یہ روح القدس پا کر کھڑا ہونے والا ہی موعود زکی غلام مسح ازماں ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں دی تھی۔ اور چونکہ حضور نے اسے ”مصلح موعود“، قرار دیا ہے لہذا ضروری ہوا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق سابقہ مجددین کی طرح پندرہویں صدی ہجری کے سر پر روح القدس پا کر کھڑا ہو۔ اب جیسا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی سے ظاہر ہے کہ حضور کے بعد اگلی صدی ہجری کے سر پر آئیا یہ مصلح موعود ایک ”شان رحمت“ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس الہامی پیشگوئی میں ”رُکِيْ غلام“ کے متعلق وہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو سورہ مریم کی آیت ۲۲ میں حضرت مریمؑ کو مسح ابن مریم کی بشارت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے تھے۔ قالَ رَبِّكِ قَالَ رَبِّكِ هُوَ عَلَىٰ هَيِّنٍ وَلَنَجْعَلَهَا أَيَّةً لِلثَّالِثِ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا اس (فرشتہ) نے کہا اسی طرح۔ تیرے رب نے کہا ہے کہ یہ بات مجھ پر آسان ہے تاکہ ہم اُسے لوگوں کیلئے نشان اور اپنی طرف سے جسم رحمت بنادیں اور یہ ایک طے شدہ امر ہے۔ رسالہ الوصیت میں آگے جا کر آپ فرماتے ہیں۔

”قَالَ رَبِّكِ إِنَّهُ تَأْذِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَا يُرِيدُ صِيلَكَ رَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔“ یعنی تیرا رب کہتا ہے کہ ایک امر آسان سے اُترے گا جس سے تو خوش ہو جائے گا۔ یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور یہ فیصلہ شدہ بات ہے جو ابتداء سے مقدرت ہے۔ اور ضرور ہے کہ آسان اس امر کے نازل ہونے سے رکار ہے۔ جب تک یہ پیشگوئی قوموں میں شائع ہو جائے گی یعنی حضور کے کم از کم ایک صدی بعد۔ (ایضاً صفحہ ۳۱۵)

ان الفاظ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس ”شان رحمت“ نے اس وقت روح القدس پا کر کھڑا ہونا ہے جب ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی اقوام عالم میں خوب شائع ہو جائے گی یعنی حضور کے کم از کم ایک صدی بعد۔

وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا مِنْ حَكْمٍ

جب اللہ تعالیٰ نے موسوی مریم علیہ السلام کو ایک زکی غلام کی بشارت بخشی تھی تو اس بشارت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا یعنی یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ ان الفاظ کی یہ غرض تھی کہ چونکہ افزاں نسل کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے کہ عورت اور مرد کی شادی کے نتیجہ میں انسانی نسل کی آگے افزاں ہوتی ہے۔ بغیر شادی کے ایک عورت بچ پیدا کر سکتی ہے لیکن ایسا واقعہ بظاہر قانون قدرت سے ہٹ کر ہوگا۔ حضرت مریمؑ کا یہ فرمانا کہ میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا جبکہ نہ تو میری شادی ہوئی ہے اور نہ ہی میں بد کار ہوں۔ فرشتہ نے جو اپنے فرمایا کہ بات اسی طرح ہے لیکن تیرا رب اس بات پر قادر ہے۔ یعنی وہ بظاہر قانون قدرت کے برخلاف ایک کتواری کے بطن سے بھی لڑکا پیدا کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ ایک تومافق العادات (abnormal) واقعہ تھا اور دوسرا اس وقت موسوی امت میں ایسی صورت حال پیدا ہو چکی تھی کہ اہل زمین کسی آسمانی فیصلے کو

بظاہر مانے کیلئے تیار نظر نہیں آتے تھے لہذا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بشارت کے آخر میں فرمایا کہ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا يعنی یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ یعنی اگر اہل زمین سارا زور بھی میرے اس فیصلہ کے خلاف لگا کیسے گے تب بھی میں اپنی بات پوری کر کے چھوڑوں گا کیونکہ یہ ایک تقدیر بمیر ہے۔ کیا آج اس موسوی زکی غلام یعنی مسیح عیسیٰ ابن مریم کی اطاعت کا جواد نیا کے مقتندر بادشاہ نہیں اٹھائے ہوئے؟

یہی واقعہ آج امت محمدی میں محمدی مریم (حضرت مرزا غلام احمد) کیستھ بھی ہو گیا ہے۔ محمدی مریم کی جسمانی اولاد نے یہ پسند نہ کیا کہ ”زکی غلام“ یعنی محمدی مریم کا روحانی فرزند آپ کی روحانی اولاد میں سے ہو بلکہ وہ پہلے ہی ایک غلط دعویٰ کیستھ اس الہامی پیشگوئی پر قبضہ کر کے بیٹھ گئی ہے۔ میں احباب جماعت سے پوچھتا ہوں کہ کیا جماعت احمد یہ میں آج اسی طرح نہیں ہو چکا؟ ایک ایسا انسان مصلح موعود کا دعویٰ کر بیٹھا ہے جو مصلح موعود کی بشارت کے دائرہ ہی میں نہیں آتا۔ اور وہ غلط دعویٰ کر کے ایک نظام کیستھ بظاہر آسمانی آزادے کو ناکام کرنے کیلئے کھڑا ہو چکا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس بشارت کے آخر میں فرمایا کہ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا يعنی یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ یعنی اگر کچھ لوگ میرے اس فیصلہ کو ناپسند بھی کریں گے تو ہبھی میں اپنی بات پوری کر کے چھوڑوں گا۔ جب یہ غلط دعویٰ ہو تو اُس وقت احمدی حضرات کی اکثریت چونکہ مرید تھی لہذا اس غلط دعویٰ کو قبول کرنا انگلی مجبوری تھا۔ اب ایک دعویٰ تو ہو گیا اور مریدوں نے اُسے مان بھی لیا یا اُن سے منو بھی لیا گیا۔ لیکن چونکہ دعویٰ غلط تھا لہذا وہ کامیابیاں اور خوشخبریاں (مصلح موعود سے وابستہ تھیں) پوری نہ ہوئیں۔ کہتے ہیں کہ ایک جھوٹ کو حق بنانے کیلئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں لیکن پھر بھی وہ جھوٹ، جھوٹ ہی رہتا ہے۔ یہی واقعہ اس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود سے ہوا۔ اس جھوٹے دعوے کو سچا بنانے کیلئے قریباً نصف صدی سے یوم مصلح موعود منا منا کر، عبارتوں میں کمی بیشی، الفاظ کی معنوی تحریف اور ایسے ہی دیگر ہتھکنڈے استعمال ہو رہے ہیں جن سے بظاہر آنیوالے کا راستہ بند ہو جائے۔ لیکن پھر بھی محمودیت اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔

ابھی حال ہی میں کیم اپریل ۱۹۰۵ء کے افضل انٹریشنل میں انور محمد خان آف امریکہ کا ایک مضمون بعنوان ”الوصیت میں بیان فرمودہ ۱۹ انصارخ پر ایک طاریۃ نظر“ شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں بھی مضمون نگار نے ”روح القدس“ کے سلسلہ میں افراد جماعت کو گراہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ میں محمودیت کے کرتا درہ تا احباب سے گذارش کرتا ہوں کہ افراد جماعت کو پہلے ہی ایک غلط دعویٰ مصلح موعود کیستھ گراہ کر دیا گیا ہے۔ خدا کیلئے حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی جماعت پر تم رحم کرو اور افراد جماعت کو صراط مستقیم کی بجائے گمراہی کی دلدل میں مزید نہ الجھاؤ۔ مضمون نگار ”اور جب تک کوئی خدا سے زوج القدس پا کر کھڑا ہو“ کے بعد لکھتے ہیں: ”یعنی خلیفہ برحق وہ وجود ہو گئے جو روح القدس سے کھڑے کیے جائیں گے۔“ روح القدس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا الہام یا اُسکی وحی۔ جس انسان کو یہ نعمت عظیمی مل جائے وہ بہت خوش نصیب انسان ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ الہی رضا کی راہوں پر قدم مارتا رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اُس کو اپنے زوج القدس سے نواز دے گا ورنہ اسکی تمنا اور حرص نہیں کرنی چاہیے۔ اب متذکرہ بالا حضرت مرزاصاحب کے اقتباس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد انتخابی اور الہامی خلافت کی پیشگوئیاں فرمائی تھیں اسی طرح آپ نے بھی اپنے بعد انتخابی امامت اور الہامی خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضور کے ان الفاظ ”ایسے لوگوں کا انتخاب مونموں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تیس دوسروں کے لیے نہ نہ بناوے۔“ سے مراد وہ کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تیس دوسروں کے لیے نہ نہ بناوے۔“ سے مراد وہ انتخابی امامت ہے جو آپ کی وفات ۲۶ ربیعی ۱۹۰۸ء کے بعد جاری ہوئی ہے۔ ان انتخابی اماموں کے متعلق حضور نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ وہ ”روح القدس“ پا کر کھڑے ہو گئے۔ ہاں یہ انتخابی یا انتظامی امام آپ کے بعد آپ کی جماعت کے انتظامی امور کی نگرانی کریں گے اور ہر امام کی وفات پر اگلا انتظامی امام بذریعہ انتخاب چن لیا جائے گا اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا حتیٰ کہ آپ کی جماعت میں ہی کوئی موعود شخص ”روح القدس“ پا کر کھڑا ہو جائے گا۔ جب جماعت احمد یہ میں کوئی ایسا مدعی کھڑا ہو جائے تو اُس وقت کے منتخب امام اور پوری جماعت کا یہ تحقق ہے کہ وہ اس مدعی سے ”روح القدس“ پانے کا کوئی ثبوت طلب کریں۔ اور اگر وہ اس کا کامل ثبوت پیش کر دے تو بھرپوری جماعت بعده منتخب امام حضور کے الفاظ کے مطابق اُسکی پیروی کریں نہ کہ اہل یہود کی طرح اُس کا آخر ارج و مقاطعہ اور گھیراؤ جلاو کریں۔

انور محمد خان صاحب نے خیانت سے کام لیتے ہوئے جان بوجھ کر ”روح القدس“ کو ان انتخابی اماموں کی طرف پھیرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کیا یہ جعل نہیں ہے؟ حضور نے کہاں یہ فرمایا ہے کہ یہ انتخابی امام بذریعہ ”روح القدس“ کھڑے ہو گئے؟ بلکہ آپ نے تو یہ فرمایا ہے کہ یہ انتخابی امام بذریعہ انتخاب کھڑے ہو گئے۔ اور جو بذریعہ ”روح القدس“ کھڑا ہو گا اُس کا انتخاب سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ میں مضمون نگار کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسٹح اولؑ سے لے کر محمودی خلیفہ خامس تک کسی ایک کے متعلق بھی یہ ثابت کر دے کہ وہ ”روح القدس“ پا کر کھڑا ہوا تھا۔ اگر تم یہ ثابت کر گئے تو میں تمہیں ایک زکر کشید دینے کے علاوہ اس موضوع کے متعلق اپنے تمام مضامین کو بھی تلف کر دو گا۔ آزمائش شرط ہے۔ اور اگر تم یہ ثابت نہ کر پائے تو بھرپوری تم سے یہ ادنیٰ کی درخواست ہے کہ اس جھوٹ اور فریب سے بازاً جاؤ اور حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو مزید گراہنا کرو۔ یہی وہ یہود یا نہ، ظالمانہ اور دجالی افعال ہیں جن کے متعلق حضرت امام مہدی و مسیح موعود نے فرمایا تھا۔

”اور تجھے معلوم ہو کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شے اپنے موقع سے اٹھا کر عمدًا غیر محل پر لکھی جائے۔ تاراہ چھپ جائے۔ اور استفادہ کا طریق بند ہو جاوے۔ اور چلنے والوں پر بات ملتبس ہو جاوے۔ پس ظالم اُس کوہیں گے جو حرفوں کا کام کرے اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عبارتوں کو بدلادے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کر دیوے۔ کیا کیفیت کی رو سے اور محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے۔ حالانکہ اُسکے فعل کیلئے کوئی قرینہ مددگار نہ ہو۔ اور پھر اس بناء پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنی مفتریات کی طرف بلا نا شروع کرے اور دجالیت کے معنی بجز اسکے کچھ نہیں۔ پس جو شخص فقر کر سکتا ہے اس میں فکر کرے۔“ (نور الحق حصہ اول۔ روحانی خزانہ جلد ۸ صفحہ ۹۷)

میں تمام افراد جماعت سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ سب حضورؐ کی روحانی ذریت میں شامل ہیں۔ آپ کا فرض صرف یہ نہیں ہے کہ شرح کے مطابق خاموشی کیسا تھی میں سوں چندے دیتے چلے جائیں بلکہ آپ کا یہ بھی فرض ہے بلکہ ذمہ داری ہے کہ اگر جماعت میں کوئی اپنے آپ کو بچائی سے بالا سمجھتے ہوئے کوئی جرم یادھاندی کر کے پوری جماعت کو صراط مستقیم سے ہٹا دیجئے تو ایسے شخص کو اگر چوہ بائیے جماعت کا جسمانی بیٹا ہی کیوں نہ ہو گردن سے کپڑتے ہوئے جماعت کا قبلہ درست کر دو۔ آج کل خطبات میں خلافت کی حفاظت پر بڑا ازور دیا جا رہا ہے۔ میں افراد جماعت سے پوچھتا ہوں کہ آج کس خلافت کی حفاظت کا اندر لگ یا لگایا جا رہا ہے؟ کیونکہ حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے بعد کسی خلافتی سلسلہ کی کوئی پیشگوئی نہیں فرمائی ہے۔ جیسا کہ خاکسار اپنے اسی مضمون میں پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تملکت اور مضبوطی کیلئے صاحب شریعت نبیوں کیسا تھی خلافاء کا وعدہ فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلفاء کے وعدے فرمائے تھے۔ لیکن صاحب شریعت نبیوں کے بعد انکی غلامی میں مبعوث ہو نیوالے نبیوں کیسا تھی خلافاء کے وعدہ نہیں فرمایا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے بعد آپ کی تعلیم کی تجدید اور اصلاح کیلئے ہزاروں انبیاء مامور فرمائے تھے لیکن حضرت موسیٰ کے بعد آپ کی غلامی میں مبعوث ہونے والے کسی ایک نبی کیسا تھی بھی خلافتی سلسلے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ لیکن آپ کے بعد آپ کی امت میں بشویں حضرت امام مهدی و مسیح موعود اللہ تعالیٰ نے کسی مجدد (یعنی الہامی خلیفہ) کیسا تھی خلافتی سلسلے کا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ ”آپ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں“ (الوصیت۔ روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۵) لیکن اپنی وصیت میں اپنے بعد کسی خلافتی سلسلہ کا ذکر تک نہیں فرمایا ہے۔ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؒ بھی ۱۹۲۵ء میں اپنی ایک تقریر (انوار العلوم جلد ۶ صفحہ ۱۳۲) میں اسی حقیقت کی تصدیق فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے بعد کسی خلافتی سلسلے کی کوئی پیشگوئی نہیں فرمائی ہے۔ ہاں حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے پیغمبر سیالکوٹ میں اتنا ضرور فرمایا ہے کہ میرے بعد امام بھی ہو گے اور مسیح بھی ہو گا، روحانی خزانہ جلد ۲۰۸ صفحہ ۲۰۸) آپؒ کے بعد امام وہ وجود ہو گئے جن کا جماعت احمدیہ انتخاب کرے گی لیکن مسیح زوج القرس پا کر کھڑا ہو گا اور اس طرح وہ نبیوں اور مرسلوں کی طرح ایک الہامی خلیفہ ہو گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت راشدہ کا سلسلہ ۳۰ سال تک جاری رہا اور پھر ملوکیت میں بدل گیا۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت امیر معاویہؓ اگرچہ آپ کے صحابی ہونے کیسا تھی ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی بھی تھے۔ لیکن آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ناخلف بیٹے یزید کو پنا جانشین نامزد کر دیا اور اس طرح خلافت راشدہ پر کاری ضرب لگا کر اسے موروٹی ملوکیت میں بدل دیا تھا۔ بالکل اسی طرح جماعت احمدیہ میں وہ امامت کا سلسلہ جو حضرت مولوی نور الدینؒ کے مبارک وجود سے شروع ہوا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؒ نے ۱۹۱۲ء میں جماعتی قیادت پر قبضہ کر کے اس راشد امامتی سلسلے کو ختم کر کے ملوکیت میں بدل دیا اور آج یہ لوگ خلافت کے نام پر دراصل اپنی جاری ملوکیت (بلائے دمشق (تذکرہ صفحہ ۲۰۳) یعنی بلائے قادیان) کا ہی دفاع کر رہے ہیں۔

حضرت امام مهدی و مسیح موعودؒ کے بیٹے مرزا محمود احمد نے ۱۹۱۲ء میں جماعت احمدیہ کی قیادت پر قبضہ کرنے کے بعد جن بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کیا تھا ان میں سے تین بڑے جرائم اس طرح ہیں۔ (اولاً) ایک جھوٹا دعویٰ کر کے پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ کیا۔ (ثانیاً) جماعت احمدیہ میں ایک غیر اسلامی، غیر فطری اور فرعونی نظام جاری فرمائی آنیوالے مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کا راستہ روکا ہے اور (ثالثاً) جماعتی نظام کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ سوائے مغلیہ خاندان کے روحانی اولاد میں سے کوئی دوسرا احمدی جماعت احمدیہ میں امام یا قائد نہ بن سکے۔ اور اس طرح احمدی امامت راشدہ کا سلسلہ ختم ہو کر محمودیت یعنی مغلیہ ملوکیت میں بدل دیا گیا۔ نامہ خلافت کی حفاظت کے علاوہ محمودی ملوکوں اور اُنکے حواریوں نے ہر دور میں غلبہ اسلام اور اشاعت اسلام کا خوب غلغله مچایا ہے۔ اجلاسات اتنے منعقد کروائے جاتے ہیں کہ غریب سادہ لوح مریدوں کو سر کھرپنے کا بھی وقت نہیں ملتا۔ ان سب پھر تیوں اور تیزیوں کا تدعا یہ ہے کہ کہیں یہ بیوقوف مرید ہوش میں نہ آ جائیں اور انکی توجہ اس دھاندی اور جرم کی طرف مبذول نہ ہو جائے جو یہ لوگ کر چکے ہیں۔ میں ہر احمدی سے در دل سے گزارش کرتا ہوں کتم سب مل کر بلائے قادیان کے ان کھڑکیوں سے کہو کہ احمدی امامت راشدہ کی صفت تو آپ پہلے ہی گول کر چکے ہو۔ رہا سوال غلبہ اسلام اور اشاعت اسلام کا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ غلبہ اور اشاعت اسلام تو ضرور ہو گی لیکن پہلے تم اس جرم اور دھاندی کا حساب تو دو جس کا ارتکاب جناب مرزا بشیر الدین

محمود احمد نے ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے کیا ہے۔ آپ نے یہ دھاندی اور جرم کیوں کیا ہے؟ آج حضور کارو حانی فرزند یعنی موعود زکی غلام مسیح الزماں اور پندرھویں صدی ہجری کا موعود مجید آپ کے سر پر کھڑا ہے۔ وہ آپ کو اپنے مقابلہ کیلئے بارہا ہے۔ اگر تم سچ ہو تو پہلے اُس کا مقابلہ کرو۔ میں آپ کے نام نہاد خلیفہ اور اُسکے حواریوں سے کہتا ہوں کہ تم نے بھی آج کل مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرح ایسا طریقہ کا اختیار کر رکھا ہے یعنی انتلاف رکھنے والوں کا جماعت سے اخراج کرنا، مقاطعہ کرنا اور انکلے گھروں میں پتی اور پتی کا باہم جھگڑا کرو اور انہوں نے تھہارے یہ رویے کیا اعمال صالح ہیں؟ کچھ تو خدا کا خوف کرو لیکن۔۔۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

اسی ضمن میں ایک مشہور واقعہ جو حضور کی زندگی میں ہوا تھا، خاکسار اسے بیان کرتا ہے اس اُمید کیسا تھا کہ شاید آپ کو کچھ غیرت آئے اور آپ کچھ سوچیں کہ آج آپ کہاں کھڑے ہیں؟ یہ لدھیانہ کے مباحثہ کا ذکر ہے جو حضرت امام مہدی و مسیح موعود اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے درمیان ہوا تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ملنے والوں میں ایک مولوی نظام الدین تھے۔ اُس نے مولوی محمد حسین سے پوچھا کہ کیا قرآن شریف میں حضرت مسیح کی زندگی کے بارے میں بھی کوئی آیت ہے؟ کیونکہ مرزا صاحب تو آیت پر اڑے ہوئے ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جواباً کہا کہ قرآن شریف میں حیات مسیح کے بارے میں بیس آیات ہیں۔ مولوی نظام الدین صاحب نے اُسے کہا کہ پھر میں جاؤں اور مرزا صاحب سے لفڑکوں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا جاؤ۔ مولوی نظام الدین صاحب حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آتے ہی کہا کہ مرزا جی تھہارے پاس کیا دلیل ہے کہ عیسیٰ مر گئے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ قرآن شریف ہے۔ مولوی نظام الدین صاحب نے کہا کہ اگر قرآن شریف میں حضرت مسیح کی حیات کے متعلق آیت ہو تو پھر آپ مان لیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں میں مان لوں گا۔ مولوی نظام الدین صاحب نے کہا کہ میں ایک دونہیں بلکہ بیس آیات قرآن شریف سے حیات مسیح کے متعلق آپ کو لا کر دیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا میں آیات نہیں۔ اگر ایک آیت ہی لا کر دے دو گے تو میں قبول کر لوں گا اور اپنے دعویٰ مسیح موعود کو چھوڑ کر تو بکرلوں گا۔ مولوی نظام الدین صاحب نے کہا کہ دیکھنا پکر رہنا تم ایک آیت کہتے ہو میں بیس آیات لا کر دوں گا۔ حضور نے پھر فرمایا کہ اگر تم ایک آیت بھی نکال کر لے آئے تو میں ہار گیا اور تم جیت گئے۔ بس پھر کیا تھا، مولوی نظام الدین اپنی چادر، جوتہ اور پگڑی وہاں چھوڑ کر ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے مولویوں کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ میں مرزا کو ہرا آیا ہوں اور تو بکر آیا ہوں۔ سب مولوی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ نظام الدین تم نے یہ بہت بڑا کام کیا ہے۔ اب بتاؤ کہ تم نے مرزا صاحب کو کس طرح ہرادیا؟ مولوی نظام الدین نے کہا کہ میں مرزا صاحب سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ میں انہیں حیات مسیح کے بارے میں بیس آیات قرآن شریف سے لا کر دیتا ہوں۔ اب آپ مجھے جلدی جلدی قرآن شریف سے بیس آیات نکال کر دے دو۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا کہ حدیث پیش نہیں کیں۔ مولوی نظام الدین صاحب مرعوم و مغفور نے کہا کہ مقدم قرآن شریف ہے اور قرآن شریف کے ہوتے ہوئے حدیثوں کا کیا کام؟ مولوی محمد حسین نے کھڑے ہو کر اور گھبرا کر اپنی پگڑی سر سے اتار کر چھینک دی اور نظام الدین سے کہا کہ تو مرزا کو ہرا کرنیں آیا بلکہ ہمیں ہرا کے آیا ہے اور ہمیں شرمندہ کیا ہے۔ میں مدت سے مرزا کو حدیث کی طرف لا رہا ہوں اور وہ مجھے قرآن کی طرف کھینچتا ہے۔ قرآن شریف میں اگر کوئی آیت حیات مسیح کے متعلق ہوتی تو ہم بھی کی پیش کر دیتے۔ اسی لیے تو ہم حدیثوں پر زور دے رہے ہیں۔ قرآن شریف ہمیں سپورٹ (support) نہیں کرتا بلکہ مرزا صاحب کے دعویٰ کو سچا کرتا ہے۔

بس پھر کیا تھا مولوی نظام الدین کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے مولوی محمد حسین بٹالوی سے کہا کہ جب قرآن تھہارے ساتھیوں تو پھر تم نے مجھے میں آیات کے دینے کا وعدہ کیوں کیا؟ اور میں اب کس منہ کیسا تھا مرزا صاحب کے پاس جاؤں۔ پھر مولوی نظام الدین نے کہا کہ محمد حسین قرآن شریف تھہارے ساتھیوں اور تھہارا ساتھیوں دیتا۔ بلکہ مرزا صاحب کیسا تھا ہے اور اس کا ساتھ دیتا ہے۔ لہذا میں بھی مرزا صاحب کیسا تھا ہوں اور تھہارے ساتھیوں۔ یہ دنیا کا معاملہ نہیں جو میں شرم کروں۔ دین کا معاملہ ہے جدھر قرآن شریف اور ہمیں۔

جب مولوی محمد حسین نے دیکھا کہ مولوی نظام الدین ہاتھ سے گیا تو پھر اسے اور تو کوئی بات نہ سمجھی جھٹ کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن تم اسکی روٹی بند کر دو۔ آئندہ اس کو روٹی نہ دینا۔ دراصل مولوی نظام الدین ہمیشہ مولوی محمد حسن کے ہاں کھانا کھایا کرتا تھا۔ اس وقت مولوی محمد حسین نے اُس پر روٹی کا دباو ڈالا۔ لیکن مولوی نظام الدین صاحب بفضل خدا ثابت قدم نکلا۔ اُس نے روٹی کی پرواہ نہ کی اور حضرت امام مہدی و مسیح موعود کی خدمت میں آکر بیعت کر لی۔ یہ واقعہ تذكرة المہدی مصنف پیر سراج الحق میں تفصیلاً موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلئے مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں سابقہ موسوی مسیح ابن مریم نہیں آتا تھا۔ اگر کوئی یہ پیشگوئی اس موسوی مسیح ابن مریم پر چسپاں کر کے میٹھا تھا اور اُسکے آسمان سے نزول کا انتظار کر رہا تھا تو وہ غلطی خورہ تھا۔ یہ پیشگوئی موسوی حضرت مریمؑ کے بیٹے کیلئے تو تھی نہیں بلکہ اُمّت محمدؓ میں ہی کسی اُمّتی فرد کیلئے تھی۔ حضرت مرزا صاحبؓ نے مخالف علماء سے فرمایا تھا کہ آپ حیات مسیح ناصرؑ کے عقیدہ کے حق میں مجھے قرآن مجید سے ایک آیت نکال کر دکھا دیں تو میں اپنا دعویٰ مسیح موعود چھوڑ دوں گا۔ لیکن چونکہ حیات مسیح ناصرؑ کے متعلق کوئی ایک آیت بھی قرآن مجید میں موجود نہیں لہذا حضرت مسیح ناصرؑ کا بجسم عضری آسمان پر جانا اور وہاں سے بجسم عضری غلبہ

اسلام کیلئے زمین پر اترنے کا عقیدہ غلط تھا اور ہے۔ میں بھی آج محمودی علماء سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ قرآن مجید سے کوئی ایک واقعہ یا مثال مجھے نکال کر دکھادیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی یا غیر نبی کو ایک بچے کی بشارت دی ہوا ارس الہی بشارت کے وقت وہ بچہ (یعنی مبشر) موجود ہو۔ اگر آپ نے ایسا کوئی ایک واقعہ یا مثال قرآن مجید سے نکال کر مجھے دکھادی تو میں اپنے اس اعتراض کو چھوڑ دوں گا کہ خلیفہ ثانی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے۔ بعد ازاں دو مدعا بن مصلح موعود (خاکسار اور خلیفہ ثانی) میں سے کسی ایک کی صداقت کا سوال رہ جائے گا۔ اور میں آپ سب کو قبول آزوقت بتاتا ہوں کہ سچا وہی ہو گا جس کے پاس الہامی ثبوت ہو گا۔ لیکن چونکہ قرآن مجید میں منتظرہ بالا واقعہ کی کوئی ایک مثال بھی موجود نہیں ہے۔ اس قرآنی فیصلہ کے مطابق حضرت مرزا اصحاب کے تینوں جسمانی فرزند اس پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے۔ لہذا مرزا بشیر الدین محمود کے دعویٰ مصلح موعود کے سچے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک پیشگوئی مصلح موعود کے ثبوت کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اور میرے پاس ہے اور مجھے ہی اُس نے پیشگوئی مصلح موعود کا مصدقہ بنایا ہے۔ دوسری گزارش میری محمودی علماء سے یہ ہے کہ حضورؐ کے زمانہ میں ایک سادہ لوح مولوی نظام الدین صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی کا ساتھ چھوڑتے ہوئے قرآن کا ساتھ دیا تھا اور اس جھوٹی روٹی پرلات مار دی جو جھوٹا گروہ اُسے مہیا کر رہا تھا۔ کیا آپ بھی آج مولوی نظام الدین ایسے ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس جھوٹی روٹی پرلات مارو گے جو آپ کو محسود یت (جبوٹا دعویٰ مصلح موعود) کے تحفظ کی بدولت مل رہی ہے؟

حضورؐ نے رسالہ الوصیت میں ذات اور صفات باری تعالیٰ کا انہائی عارفانہ رنگ میں ذکر فرمانے کے علاوہ مسلمانوں میں موجود (۲) غلط عقائد یعنی ختم نبوت اور حیات صحیح ناصری کی قرآن مجید سے تردید فرمایا کہ۔۔۔ ”اگر میں نہ آتا ہوتا تو محض اجتہادی غلطی قبل عقوبتی۔ لیکن جب میں خدا کی طرف سے آگیا اور صریح اور سچے منع قرآن شریف کے کھل گئے تو پھر بھی غلطی کونہ چھوڑنا ایمانداری کا شیوه نہیں۔“ (روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۳)

میں احباب جماعت سے گزارش کرتا ہوں کہ بالکل اسی طرح میرے مدل دعویٰ مصلح موعود سے پہلے آپ سب بوجہ مرید ہونے کے نام نہاد خلیفہ ثانی کے غلط دعویٰ مصلح موعود کو ماننے کیلئے مذکور رہتے۔ اب آپ کی یہ مذکوری ختم ہو گئی ہے۔ اگر اب بھی آپ نے اس غلطی کونہ چھوڑا اور اپنی آنکھیں نہ کھولیں تو یہ ایمانداری کا شیوه نہیں۔ حضور رسالہ الوصیت کے آخر میں حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اسکی مٹی بھی چاندی سے زیادی چمکتی تھی اور مجھے بتایا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ ایک اور جگہ بھی دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور مجھے بتایا گیا کہ اس میں جماعت کے اُن برگزیدہ بندوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس قبرستان میں وہی دفن ہو گا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی وفات کے بعد دسوال حصہ اُسکے تمام تر کہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہو گا۔ اور لیکن اس سے کم نہیں۔ مزید آپ فرماتے ہیں۔

”یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہو گا کہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسوال دیا جاوے۔ بلکہ ضروری ہو گا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اُس کیلئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کر نیوالا اور مسلمان خدا کو ایک جانے والا اور اسکے رسول پر سچا ایمان لانیوالا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کر نیوالا ہو۔“ (ایضاً صفحہ ۳۲۲)

اور یہ بھی فرمایا کہ۔۔۔

”اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر کسی اپنے ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگروان ہو جائے تو گواہ جمن نے قانونی طور پر اسکے مال پر قبضہ کر لیا ہو پھر بھی جائز نہ ہو گا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہو گا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔“ (ایضاً صفحہ ۳۲۵)

میں احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے سچے تھج بتائیں کہ حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ نے وصیتی مال کے جو اغراض و مقاصد بیان فرمائے تھے کیا آج وصیتی مال انہی اغراض و مقاصد کیلئے استعمال ہو رہا ہے یا کہ اُسکے اغراض و مقاصد ہی بدلتے ہیں یعنی محسود یت (غلط دعویٰ مصلح موعود) اور محمودی خلافت (خاندانی خلافت یا بلاعہ مشق یعنی بلاعہ قادیان) کا تحفظ ہوتا ہے۔ مزید جب کسی موصی کاظم جماعت کے کسی معاملہ سے اختلاف (حضورؐ کے دعویٰ یا تعلیم سے اختلاف نہیں) کے باعث اسکی وصیت کو منسوخ کرنے کی دھمکی دیکر اسے بلیک میں کیا جاتا ہے تو کیا حضورؐ نے بھی کوئی ایسی نصیحت فرمائی تھی کہ تم میرے بعد موصیوں کو اس طرح بلیک میں کرنا؟

ثانیاً حضورؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی احمدی کسی بھی وجہ سے وصیت سے مخالف ہو جائے یا اس سلسلہ سے علیحدہ ہو جائے تو اسکے مال کو واپس کر دینا کیونکہ ایسے مال کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے۔ کیا محمودی نظام کے کرتا دھرتا لوگوں نے حضورؐ کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے کسی ایسے موصی کا مال واپس کیا ہے؟ اور اگر نہیں کرتے تو کیوں؟ حضورؐ کے الفاظ کے مطابق جس مال کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں تھی محسود یت کو اس مال کی ضرورت کیوں پڑ گئی؟ میرے خیال میں اس کا سبب بھی وصیتی چندہ کی اغراض و مقاصد کا بدلتا ہے۔ حضورؐ نے اس مختصر رسالہ میں اپنے تبعین کو دیگر نصائح کے علاوہ مرکزی طور پر یہ دو (۲) نصیحتیں ہی فرمائی ہیں۔ اولاً۔ اپنی وفات کے بعد انتخابی اور الہامی خلافت کا ذکر فرمایا اور

ثانیاً حباب جماعت کو بہتی مقبرہ کی نوید عطا فرمائی ہے۔ رسالہ ”الوصیت“، کا خلاصہ اور اُسکی غرض و غایت بس یہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَلَا تَلِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
وَتَكُنُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ** (البقرہ۔ آیت، ۲۳)

سچ بات کو جھوٹ کے پر دوں میں نہ چھپاو اور اگر تمہیں کسی سچائی کا علم ہو جائے تو اس کو جان بوجھ کر اپنے تک نہ رو کے رکھو۔

خیر اندیش

عبد الغفار جنبہ

۱۰ ارجولائی ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆